ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.8.No.2(2025)

مشرف عالم ذوقی کے ناول "نالۂ شب گیر" کا تانیثی مطالعہ

A FEMINIST STUDY OF MUSHARRAF ALAM ZAUQI'S NOVEL 'NALA-E-SHABGIR'"

ماریہ خان
ایم۔فل اسکالر
نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لنگویجز، اسلام آباد

Maria Khan
M.Phil. Scholar
National University of Modern Languages, Islamabad

Abstract

Feminism, a pivotal movement of the twentieth century, advocates for the rights of women. As part of this movement, Urdu literature also saw the emergence of novels that explored these themes. In his novel "Nala-e-Shabgir", Musharraf Alam Zaudi highlights the feminist movement. The novel narrates the stories of two women, one of whom remains silent and does not raise her voice for her rights, while the other character is a rebel who, fed up with the societal injustices, chooses to adopt a path of protest for herself. This novel is a unique tale of a woman's suffering, her exploitation, as well as her protest and vengeance. A woman who raises her voice for justice in society is ultimately silenced, often at the cost of her life.

Key words: "Feminism, Sexual Assault, Exploitation of Women, Discrimination, Socio-economic, Sociology

کلیدی الفاظ:
تانیثیت، جنسی زیادتی، عورت کا استحصال، تفرق، سماجی و اقتصادی فرق، سماجیات

دنیا کی تاریخ میں اٹھاویں اور انیسوی صدی نہایت اہمیت کی حامل ہے۔اس دو صدیوں نے زندگی کے ہر شعبے کو یکساں متاثر کیا۔تمام شعبہ جات کی طرح ادب بھی ان اثرات سے متاثر ہوا۔ہر مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے انسان نے اپنے حقوق، آزادی، انصاف اور امن و سکون کے حصول کے لیے تحریک کا آغاز کیا۔اسی تحریک کا ایک طبقہ خواتین کا بھی تھا، جو ہر ملک کی ترقی میں اپنا برابر کا کردار ادا کرتی آئی ہیں۔اس تحریک نے مغرب کی مختلف علاقوں میں اجتماعی صورت اختیار کی۔ جس بعد میں تانیثیت(Feminism)کا نام دیا گیا ہے۔

تانیثیت کا آغاز فرانس کے انقلاب سے ہوا لیکن اس تحریک کو پذیرائی یورپ اور امریکہ میں زیادہ میسر آئی۔ ساٹھ کی دہائی کے بعد تانیثیت بالکل ایک موضوع کی صورت میں ادب کو متاثر کرتی نظر آتی ہے۔تانیثیت کی تحریک کا بنیادی مقصد ایک ایسے معاشرے کا قیام تھا جس میں خواتین کو برابری کی سطح پر حقوق میسر آسکیں۔ان حقوق میں تعلیمی، سیاسی، معاشی، معاشرتی اور اخلاقی حقوق شامل ہیں۔ابتداء میں اس کے حامیوں کو(Feminism)کا نام دیا گیا جو بعد میں باقاعدہ اصطلاح کی صورت اختیار کر گئی تھی۔

> "فیمینزم تحریکات کے مجموعے کا نام ہے۔ جس کا مقصد عورتوں کو مردوں کے برابر سیاسی، سماجی اور معاشی حقوق دینا ہے۔ مختلف ادوار میں پدری سماج میں عورتوں کی محکومیت کے خلاف آواز اٹھتی رہی ہیں۔ان تحریکات کے ذریعے عورتوں کے حقوق کی تعریف مقرر کرنے ان کی شناخت قائم کرنے اور تعلیم اور روزگار میں انہیں برابر مواقع دینے کی حمایت ہوتی رہی ہے۔"(1)

مغرب میں اس تحریک کے چلانے کا بنیادی مقصد عورتوں کا گھر کے اندر اور باہر کام کی جگہوں پر استحصال ہونے سے بچانا تھا۔ جو اس وقت کے دور کے لحاظ سے ضروری اقدامات میں سے ایک تھا۔ برصغیر میں اس تحریک کا آغاز انیسوی صدی کے اختتام میں ہوا۔ برصغیر کا یہ دور جاگیر دارانہ نظام پر مشتمل تھا جس میں عورت کے لیے تعلیم حاصل کرنا معیوب سمجھا جاتا تھا۔گھر کی چادیواری کا قید کر کے رکھنا مرد اپنا حق سمجھتا تھا۔ بیسوی صدی میں "ترقی پسند تحریک" کے آغاز نے پورے برصغیر کے

نظریات پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ خاص طور پر "انگارے" کی اشاعت پر عورتوں کے حقوق کے لیے بھی آوازیں اٹھنا شروع ہو گئی۔ ڈاکٹر رشید جہاں کے "انگارے" میں لکھے جانے والے افسانوں میں نسائی شعور کی بُو نظر آتی ہے۔ ڈاکٹر رشید جہاں نے بڑے بہادری سے عورتوں کے حقوق کے لیے ہندوستان میں راہ ہموار کی۔ اس کے بارے میں ڈاکٹر عظمیٰ لکھتی ہیں:

"ڈاکٹر رشید جہاں دو حوالوں سے اردو میں نسائیت کی تحریک کا ایک سنگِ میل
ہیں۔ ایک تو ان کے افسانوں میں پہلی بار نسائیت کی آواز سنائی دی۔ دوسرے وہ
خود اپنی ذات میں آزادیِ نسواں اور آزادیِ اظہار کی علامت بن گئیں۔"(6)

اردو افسانے میں ڈاکٹر رشید جہاں کے بعد کئی نامور نام منظر عام پر آئے جن میں بیگم بلقیس، احمد علی، اے آر خاتون، ممتاز شیریں، عصمت چغتائی وغیرہ شامل ہیں۔ ہر کسی نے اپنے خاص انداز میں نسائی تحریک کی تشریح کی اور عورتوں کے جذبات ورجحانات کے لیے آواز اٹھائی۔

اردو ناول میں افسانے کے مقابلے میں نسائیت کی تحریک کا آغاز مولوی نذیر احمد کی ناولوں سے ہی ہو چکا تھا۔ مولوی نذیر احمد نے اپنے ناولوں کے ذریعے عورتوں اور بچیوں کی تعلیم کی طرف توجہ دلائی۔ ان کے پہلے ناول "مراۃ العروس" میں بچیوں کی تعلیم پر زور دیا گیا ہے۔ مولوی نذیر احمد کے بعد راشد الخیری نے اس روایت کا آگے بڑھایا۔ راشد الخیری نے اپنے ناول میں عورتوں کی مظلومیت کے ساتھ ساتھ اس کی اصلاح اور تعلیم پر بھی زور دیا۔

اردو میں پہلی خاتون ناول نگار رشید جہاں ہی ہیں۔ انہوں نے اپنے پہلے ناول "اصلاح النساء" میں تانیثیت کے پہلو کو زیر بحث لایا ہے۔ بعد ازاں کئی ناول تحریک کیے جس میں عورتوں کی تعلیم و تربیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ قراۃ العین حیدر نے بھی اپنے ناول "میرے بھی صنم خانے" اور "چاندنی بیگم" میں خواتین کے مسائل، ان کے استحصال پر بات کی ہے۔ الطاف فاطمہ کا ناول "دستک دو" اور "چلتا مسافر" تانیثیت کی عمدہ مثالیں ہیں۔ خدیجہ مستور نے "آنگن"، بانو قدسیہ نے "راجہ گدھ" عبداللہ حسین نے "اداس نسلیں"، "باگھ" میں عورتوں کی نفسیات اور اس کے مسائل کو بیان کیا ہے۔

مجموعی طور پر بیان کیا جائے تو تانیثیت کی تحریک سے دوسری زبانوں کی طرح اردو ادب بھی متاثر ہوا ہے۔ اس تحریک کے تحت خواتین نے پدرسری معاشرے میں اپنے مقام کے لیے آواز اٹھائی ہے۔ اکیسوی صدی میں بھی تانیثیت کی تحریک کے تحت ناول لکھے جا رہے ہیں۔ جن میں نمرہ احمد، عمیرا احمد، ترنم ریاض، رضیہ بٹ، زاہدہ حنا، شہناز نبی شامل ہیں۔ موجودہ دور میں عورتیں کے برابر مرد مصنفین نے بھی عورتوں کے حق کے لیے آواز بلند کی ہے جن میں سے ایک مشرف عالم ذوقی ہیں۔

مشرف عالم ذوقی کیم مارچ 1962ء میں آرہ، بہار میں پیدا ہوئے اور کیم مارچ 2021ء کو دلی، انڈیا میں وفات پائی۔ مشرف عالم ذوقی نے اردو اور ہندی دونوں زبانوں پر کام کیا ہے۔ ان کے تیرہ ناول، کہانیوں کے دس مجموعے اور تنقید کی متعدد کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ ان کے ناولوں میں "نیلام گھر، لے سانس بھی آہستہ، شہر چپ ہے، مسلمان، بیان، آتش دفتہ کا سراغ، نالہ شب گیر، مردہ خانے میں عورت کی علامتی کائنات، پوکے مان کی دنیا، مرگ انبوہ، مسلمان شامل ہیں۔ 1997ء سے 2006ء کے درمیان انھیں کئی ایوارڈز سے نوازا گیا جن میں "کرشن چندر ایواڈر، سرسید نیشنل ایوارڈ، نیشنل ایوارڈ، اردو اکادمی دہلی ایوارڈ، انٹرنیشنل ہیومن وائٹس ایوارڈ" کے علاوہ دیگر اعزازات شامل ہیں۔ 2015ء میں انھیں فروغ اردو دوحہ قطر ایوارڈ سے نوازا گیا۔ ان کی بہت سی تصانیف میں ٹیلی سیریل اور ٹیلی فلمیں بن چکی ہیں۔

مشرف عالم ذوقی ان نثر نگاروں میں سے ہیں جنھوں نے معاشرے کے ظلم و جبر کے خلاف جرات مندی اور بے باکی سے بات کی ہے۔ مشرف مغرب و مشرق کے اثر اور روسی ادب سے بہت متاثر تھے، اور دوستوفسکی کو اپنا رہبر و رہنما مانتے تھے۔ اس کے علاوہ چیخوف، گوگول وغیرہ کی تحریروں کا بھی گہرا مطالعہ تھا۔ اس لیے شاید ان کی تحریروں میں روسی ادب کا اثر بہت زیادہ نظر آتا ہے۔ ان کے ناولوں کا موضوع سماجی و سیاسی مسائل، انسانی زندگی، زندگی کی مصروفیات، فسادات، سیاسی چالبازیاں، تقسیم عورت کے مسائل، جنریشن گیپ، گلوبلائزیشن وغیرہ ہیں۔

مشرف عالم ذوقی کے تمام پچھلے ناولوں میں سے اس ناول کا موضوع منفرد ہے۔ اس ناول میں مشرف عالم نے "عورت" کو موضوع بنایا ہے، خصوصاً ہندوستانی عورت اس ناول کا موضوع ہے۔ اس ناول میں ذوقی نے ایسے مسائل کی نشاندہی کی ہے جو صرف ہندوستان کی عورتوں کا ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کی عورتوں کے ہیں۔ اردو ادب میں کئی ناول نگاروں نے عورت کے حقوق پر بات کی ہے، لیکن مشرف نے عورت کے جس پہلو سے ہمیں متعارف کروایا ہے، اس طرز پر بات اس سے پہلے شاید ہی کسی نے کی ہو۔ مشرف نے اپنے ناول میں عورت کے درد و کرب، اس کے استحصال کے ساتھ ساتھ عورت کے احتجاج اور انتقام کی کہانی کو بھی انوکھے انداز میں پیش کیا

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.8.No.2(2025)

ہے۔ مشرف نے اس ناول کے ذریعے سے ایسے معاشرے کی تصویر کشی کی ہیں جہاں عورت ایک محض ضرورت بن چکی ہے، اس کے علاوہ اس کا معاشرے میں کوئی کردار نہیں ہے، اگر کوئی عورت اپنے حق کے لیے آواز بلند کرتی ہے تو اسے موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔

ناول "نالۂ شب گیر "2020ء میں شائع ہوا۔ اس ناول کے کل 336 صفحات ہیں۔ ناول ایک پیش لفظ اور چھ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب کا نام "دشت خوف" دوسرے باب کا نام "آتش گل"، تیسرے باب کا نام "رنگِ جنون"، چوتھے باب کا نام "بحرِ ظلمات" پانچواں باب کا نام "وادی اسرار"، چھٹے باب کا نام "بارش سنگ" اور آخری باب کا نام "سفر آخر شب" ہے۔ یہ ناول واحد متکلم کے طور پر بیان ہوا ہے۔

ناول میں دو مختلف کردار اور عادات رکھنے والی عورتوں سے متعارف کروایا گیا ہے۔ ناول کی ساری کہانی انھیں دونوں کے گرد گھومتی رہتی ہے۔ ایک عورت "صوفیہ مشتاق احمد" جبکہ دوسری عورت "ناہید ناز" ہے۔ صوفیہ کا کردار ہمارے معاشرے میں موجود ہر اس عورت کا کردار ہے جو اپنے حق کے لیے آواز تک نہیں بلند کر سکتی، جبکہ ناہید کا کردار ایک باغی عورت کا ہے، جس کے پچھلے ایک مکمل کہانی ہے۔ جب عورت معاشرے کے مظالم سے تنگ آتی ہے تو پھر وہ احتجاج کا راستہ اختیار کر لیتی ہے اور کبھی کبھی یہ راستہ انتہائی خطرناک صورت اختیار کر جاتا ہے۔

ناول کی کہانی کا آغاز 8 جنوری کو صوفیہ مشتاق احمد سے ہوتا ہے۔ صوفیہ مشتاق احمد اتر پردیش میں "محلہ شیخاواں" سے تعلق رکھتی تھی۔ صوفیہ کی بہن "ثریا" ایک شادی شدہ عورت ہے۔ صوفیہ کے والدین کے انتقال کے بعد صوفیہ کو اس کی بہن اور بہنوئی دہلی لے آئے تھے۔ اب صوفیہ اپنی بہن، بہنوئی اور بھانجی کے ساتھ دہلی میں رہتی تھی۔ دوسرے مسلمان گھرانوں کی طرح صوفیہ کے لیے بھی کئی رشتے دیکھے گئے لیکن ہر بار کسی نہ کسی کمی/ نقص کا بتا کر رشتے سے انکار کیا جاتا رہا جس کی وجہ سے صوفیہ میں احساس کمتری پیدا ہو گیا تھا۔

صوفیہ کو اب گھر میں ہر طرف کیڑے نظر آنا شروع ہو گئے تھے، جو اس کے جسم کو نوچتے تھے۔ صوفیہ کے لیے ایک رشتہ انٹرنیٹ پر دیکھا گیا تھا، جو ایک بڑی عمر کا مرد تھا۔ وہ جہیز کا خواہش مند نہیں تھا لیکن شادی سے اس کی شرط تھی:

"ایک دوسرے کو اچھی طرح سمجھنے کے لیے بہتر ہے کہ ہم ایک رات ساتھ ساتھ گزاریں"(3)

ناول کا دوسرے باب میں ناہید ناز سے شروع ہوتا ہے۔ جو اپنے شوہر کمال یوسف اور اپنے چھ سالہ بیٹے باشا کے ساتھ دہلی گیٹ احتجاج کے لیے آئی ہوئی تھی۔ یہ احتجاج دسمبر میں ایک لڑکی کے ساتھ کی گئی جنسی زیادتی کے مخالفت کے لیے ہو رہا تھا۔ ناہید مردوں کی آزادی اور ان کی معاشرے میں آجاہ داری کے سخت خلاف تھی۔

**"لڑکوں کا آزادی دیتے وقت آپ کی دنیا لڑکی کی آزادی کے پر کاٹ دیتی ہے۔ کبھی اسے
چنری دی جاتی ہے۔ کبھی حجاب۔ کبھی اسے اپنوں سے بھی پردہ کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔
لڑکوں کے لیے کوئی شرط نہیں رکھی جاتی۔"(4)**

کچھ ہی عرصے میں یہ احتجاج ختم ہو گیا اور اس میں شامل ہونے والے بھی اپنی اپنی منزلوں کو لوٹ گئے۔ ناہید بھی اپنے گھر تینی پال واپس آ گئی۔

تیسرے باب کا آغاز نینی پال سے ہوتا ہے۔ مصنف یوسف کی دعوت پر نینی پال آتا ہے، اس پورے سبق میں ناہید کا کردار ایک باغی کی طرح دیکھا یا گیا ہے جو معاشرے کے مخالف جا کر سب کام کرتی ہے۔ اس کی وجہ سے کئی بار یوسف کو بھی وہ کام کرنے پڑ جاتے ہیں جو اس کی مرضی کے خلاف ہوتے ہیں۔ ناہید کے اس رویے کے پیچھے اس کا ماضی تھا۔ اس نے اپنے ماضی میں بہت سی مشکلات دیکھی تھی، جو اس کے اپنے ہی گھر کے مردوں کی لائی ہوئی تھی۔

ناہید کا تعلق جونا گڑھ کی حویلی سے تھا۔ یہ حویلی بہت پرانی تھی جس میں اس ناہید کے دور کے رشتہ دار بھی ان کے ساتھ رہتے تھے۔ ناہید کے گھر کے مرد ہی ان کی عصمت کو لوٹنے کے لیے تیار بیٹھے تھے۔ جو لڑکی بھی ان کے گھر میں عہد شہاب میں قدم رکھتی تو سب کی حواس جاگ جاتی۔ اگر دنیا والوں کو یہ سب پتہ چل جاتا تو آخر میں سارا الزام لڑکی پر ڈالا دیا جاتا تھا اور خود بّری ذمہ ہو جاتے تھے۔ ناہید کی بڑی دو بہنوں کو اس الزام کے تحت زہر دے کر مار دیا گیا تھا۔ لیکن ناہید نے اپنے خاندان والوں کے سامنے مخالفت کی اور اس گھر کو چھوڑ کر دہلی آ گئی جہاں سے اس کی نئی زندگی کا آغاز ہوا۔ ناہید کے ماضی کے واقعات نے اس کی زندگی کو بے حد متاثر کیا۔ اس لیے وہ مردوں کے سخت خلاف تھی اور ہر بات میں مرد کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتی تھی۔

نینی تال میں آ کر صوفیہ نے اپنا نام تبدیل کر کے "وحیدہ" رکھا لیا تھا۔ صوفیہ یہاں ناگار جن سینی اور کوشیا کے ساتھ رہتی تھی۔ صوفیہ نے مصنف کو گھر چھوڑے کی وجہ بتاتے ہوئے کہا:

"مجھے احساس ہوا کہ اب میں یہاں کیا کر رہی ہوں۔ میرے بھائی بہن اس سے زیادہ شاید

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

میرے لیے کچھ نہیں کر سکتے اور میری موجودگی ان سب کے لیے ناسور بن گئی ہے۔ مجھے احساس تھا، میرے جاتے ہی سب ٹھیک ہو جائے گا۔ سب اپنی اپنی دنیا میں لوٹ آئیں گے۔"(5)

یہاں صوفیہ اپنا سارا وقت پرندوں سے باتیں کرنے یا پھر اپنے والدین کے ساتھ گزر دیتی تھی۔ صوفیہ کی شخصیت یکسر تبدیل ہو گئی تھی۔ ناہید اور صوفیہ آپس میں دوست تھی۔ ناہید کسی بات کی بنا پر گھر چھوڑ کر چلی گئی اور پھر کبھی واپس نہیں آئی۔ باشا کی ذمہ داری صوفیہ نے اٹھالی تھی۔ یوسف اور صوفیہ کی شادی ہو گئی۔ صوفیہ یوسف کے لیے ہر وقت فکر مند رہتی تھی۔

ناول کا اختتام ناہید پر ہوتا ہے جو نینی تال سے دہلی گھر چھوڑ کر آئی تھی۔ یہاں آکر اس نے ایک انٹر نیشنل کمپنی میں جوپ شروع کر دی تھی اور اب وہ ایک بڑے سے گھر میں رہتی تھی۔ ناہید آج بھی مردوں سے نفرت کرتی تھی۔ وہ عورت کی آزادی کے حق میں تھی۔

"آزادی کبھی خطرناک نہیں ہوتی۔ توازن، غلامی، یہ سب چوہوں کے استعمال شدہ ہتھیار ہیں، جسے وہ آج بھی مہذب دنیا میں استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ اور انہیں خوف اس بات کا ہے کہ دنیا کی ایک بڑی آبادی نے ہی اس کمزور ہتھیار کو ریجکٹ کر دیا ہے۔"(6)

اس ناول میں مشرف عالم ذوقی نے دو مختلف مزاج کی عورتوں کے ذریعے سے معاشرے میں عورتوں کے مسائل کا ادراک کیا ہے۔

مشرف عالم ذوقی نے اپنے ناولوں کے ذریعے سے معاشرے کی اس عورت کے مسائل کی عکاسی کی ہے۔ اردو ادب میں بہت سارے نثر نگاروں نے عورت پر بات کی ہے، مگر جس انداز سے مشرف عالم ذوقی نے عورت پر بات کی ہے شاید ہی کسی اور نے کی ہو۔ مشرف عالم ذوقی نے "نالۂ شب گیر" میں عورت کی معاشرے میں اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ اس ناول میں جہاں عورتوں کے استحصال پر بات کی گئی ہیں وہیں عورتوں کا مردوں کے لیے بڑھتی نفرت اور انتقام کو بھی دکھایا گیا ہے۔ یہ ناول ہر ایک اس عورت کی داستان ہے جو مردوں کے ظلم و جبر، جنسی زیادتی، تشدد، مردوں کی جھوٹی انا کی خاطر خود کو قربان کرتے کرتے تھک چکی ہے۔ اس ناول کے بارے میں الماس فاطمہ لکھتی ہیں:

"اس ناول کے ذریعے مردوں کو یہ سبق دیا گیا ہے کہ اب کوئی مرد عورت کے ساتھ زیادتی کے بارے میں سوچے گا بھی نہیں۔ آج عورت اتنی مضبوط ہو چکی ہے کہ وہ مردوں کے سہارے کے بنا اپنی زندگی خوشگوار طریقے سے گزار سکتی ہے۔"(7)

اس ناول میں عورتوں کے دو رویوں سے روشناس کروایا گیا ہے۔ آخر میں مصنف یہ فیصلہ قاری پر چھوڑ دیتا ہے کہ کس عورت کا رویہ معاشرے میں قابل قبول ہے اور کس طرح کے رویے کو معاشرے کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

مشرف عالم ذوقی کے ناولوں کی اہم بات یہ ہے کہ انھوں نے اپنے ناولوں کے واقعات کو تاریخ کے ساتھ جوڑا ہوا ہے۔ کوئی بھی واقعہ شروع کرنے سے پہلے اس کے پس منظر میں تاریخ کو شامل کرتے ہیں تاکہ کم الفاظ میں ہی قاری اس وقت اور ماحول کے تقاضے کو سمجھ سکے۔ مثلاً نالۂ شب گیر میں مشرف ہمیں ناہید سے متعارف کرواتا ہے:

"دسمبر کا مہینہ۔۔ ٹھنڈک اپنے عروج پر تھی۔۔۔ سرد ہواؤں کے باوجود پر جوش مظاہرہ کرنے والوں کے حوصلوں میں کوئی کمی نہیں آتی۔۔۔ یہ وہ لوگ تھے جو جیوتی گینگ ریپ کے ظالموں کو سزا دلوانے اور ایوان سیاست کو جگانے ائے تھے۔ سیاسی ہلچل تیز ہو چکی تھی۔ انڈیا گیٹ کے آس پاس کی سڑکیں رین بسیرے میں تبدیل ہو چکی تھیں۔۔۔ جاگتی آنکھیں امید سے ہے کہ اب اس انقلاب کی آہٹ کو کوئی روک نہیں سکتا۔"(8)

اس ایک پیر گراف میں ہی مشرف عالم ذوقی نے ہندوستان کے ان دنوں کے تمام حالات کو بیان کر دیا ہے۔ جیوتی گینگ ریپ کے مسائل اور پھر اس پر عوام کا رد عمل کے ساتھ ساتھ سیاست کے حالات اور انقلاب کی امید کو دکھایا ہے۔

ناول میں مصنف ایک ضمنی کردار کے طور پر سامنے آتا ہے، جو پوری کہانی میں ساتھ ساتھ چلتا رہتا ہے لیکن مصنف کی ناول میں موجودگی یا غیر موجودگی کا کہانی پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ناول کے تمام واقعات مصنف کی اپنی زندگی کے متعلق یا اپنے آنکھوں دیکھے ہوتے ہیں۔ ان کے ناول واحد متکلم کی طرح آگے بڑھاتے ہیں۔ انھوں نے نہایت خوبصورت انداز میں کہانیوں میں ربط پیدا کیا ہے، یہ کبھی معلوم ہی نہیں ہوتا کہ ناول کی کہانیوں مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی ہیں۔

مشرف عالم ذوقی کے ناولوں کا پلاٹ بہت مربوط ہے۔ انہوں نے کہانی کے واقعات کو بڑی خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ جس میں مربوط اور منطقی ربط برقرار رہتا ہے۔ مثلاً ذوقی نے ناہید اور صوفیہ کی زندگی کے واقعات کو اس طرح بیان کیا ہے کہ ان دونوں کا آپس میں رابط معلوم ہوتا ہے اور کوئی بھی واقعہ غیر فطری معلوم نہیں ہوتا۔ جس سے قاری کی دلچسپی شروع سے آخر تک قائم رہتی ہے۔ مشرف عالم ذوقی تاریخ کو واقعات میں اس طرح بیان کرتا ہے کہ پلاٹ کہیں بھی ڈھیلاڈھالا یا کمزور نظر نہیں آتا۔

مشرف عالم کے ناولوں کی اہم خصوصیات ان کے ناولوں کے کردار ہیں۔ تمام کردار اپنے فطری انداز میں چلتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ کوئی بھی کردار غیر ضروری یا غیر اہم نظر نہیں آتا۔ ان کے ناولوں میں مرکزی و ضمنی دونوں طرح کے کردار پائے جاتے ہیں۔ اگر ان کرداروں میں سے کوئی ایک کردار بھی نکال دیا جائے تو پورا ناول اس سے متاثر ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ نالہ شب گیر کے کرداروں کو دیکھا جائے تو اس میں مرکزی کردار دو عورتوں کے ہیں جن کے ارد گرد پوری کہانی گھومتی ہے۔ عورتوں کے کردار جاندار اور متحرک ہے جو اپنے حق اور ازادی کے لیے مسلسل جہد و جہت کرتی رہتی ہے۔ ناول کے کرداروں کے بارے میں عبداللہ غوری لکھتے ہیں:

"اگر ناول کے اہم ترین کردار کا درجہ ناہید ناز کو دے دیا جائے تو اس ناول کی پوری اساس ڈی سنٹرل لائزیشن کے گرد گھومتی معلوم ہوتی ہے۔ جب دریدا نے یہ کہا کہ کیوں چیزوں کو مرکزی حیثیت کا درجہ دے دیا جاتا ہے اور اسی ڈگر پر نظام چلنے لگتا ہے، مرکز کے علاوہ بھی تو بہت سے عناصر ہوتے ہیں۔"(9)

مکالمہ نگاری کسی بھی ناول کا بہت اہم حصہ ہوتی ہے۔ مکالموں کے ذریعے سے ہی ہم ناول کو سمجھتے ہیں۔ مکالمہ کسی بھی کردار کی نفسیات کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ ذوقی نے اپنے ناولوں میں کردار کے ذریعے سے ایسے مکالمے ادا کروائے ہیں جو حقیقت پر مبنی نظر آتے ہیں۔ مشرف عالم ناول میں کردار سے مکالمہ کی ادائیگی ناول کے ماحول اور وقت کو مد نظر رکھتے ہوئے کرواتے ہیں جس سے ناول میں مزید روانی پیدا ہو جاتی ہے۔ مثلاً

"تم پرندوں سے کیا باتیں کرتی ہو؟۔

میں تو ان سے ڈھیر ساری باتیں کرتی ہوں۔۔۔۔۔

"کیا وہ تمہاری باتوں کو سمجھتے ہیں۔؟

ہاں۔ انسانوں سے زیادہ۔۔۔۔۔

کیا وہ بھی تم کو اپنی باتیں بتاتے ہیں۔

ہاں۔۔۔۔۔۔۔ وہ کہتے ہیں تم ہماری طرح بن جاؤ۔

تم کیا کہتی ہو؟

خدا نے جس کو جیسا پیدا کیا ہے، اس کو اسی طرح رہنا ہے۔"(10)

ناول کی زبان و بیان دلکش، سادہ اور عام فہم ہے۔ جس کے وجہ سے قاری کو آسانی سے ناول کی سمجھ آجاتی ہے۔ مشرف عالم ذوقی کے ناولوں میں جتنا موضوع و کردار اہم ہیں اتنا ہی اہم انداز بیان بھی ہے۔ ذوقی نے کرداروں کے ذریعے سے اتنی عام فہم زبان ادا کی ہے کہ قاری کو کہیں بھی سمجھنے میں مشکل پیش نہیں آتی، اور قاری کی دلچسپی برقرار رہتی ہے۔ مشرف عالم ذوقی نے روزمرہ کے پیش آنے والے واقعات کو ان کی سچائیوں کے ساتھ ناول میں بیان کیا ہے، اس لیے ان کے ناولوں کی زبان سادہ، سلیس اور عام فہم ہوتی ہے۔ کہیں کہیں علامتیں نظر آتی ہیں، مگر ابہام نہیں پایا جاتا ہے۔

مشرف عالم ذوقی کو منظر نگاری میں ملکہ حاصل ہے۔ انہوں نے اپنے ناولوں میں منظر کی اس طرح تصویر کشی کی ہے کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ منظر ہماری انکھوں کے سامنے سے گھوم رہا ہے اور قاری اس منظر کو بآسانی دیکھ سکتا ہے۔ وہ منظر کو پوری مہارت کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ مثلاً

"ہری بھری گل پوش پہاڑیوں کے درمیان کئی خوبصورت کاٹیج بنے ہوئے تھے خوشگوار موسم، پہاڑی جھیلوں اور جھرنوں کی مترنم آوازیں کانوں میں رس گھول رہی تھیں۔ مرغزاروں کے درمیان کی سڑک پر کبھی کبھی کوئی سواری یا کار تیزی سے رینگ کر پہاڑوں کی دوسری سمت میں اوجھل ہو جاتی۔۔۔۔"(11)

مشرف عالم ذوقی اپنے ناولوں میں نثر کے ساتھ ساتھ چھوٹی چھوٹی نظموں اور مرثیوں کا بھی استعمال کرتے ہیں۔ذوقی کا یہ منفرد اسلوب ہی ہے جس نے انہیں اردو ادب کا منفرد ناول نگار بنایا ہے۔ان کے ناول میں افراد اور واقعات ٹھوس اس لیے معلوم ہوتے ہیں کہ ناول کی زبان اور پیرائے بیان بھی ٹھوس، غیر جذباتی اور تعمیری ہیں۔اس میں موزونیت اور لطافت نہیں ہوتی جو شاعرانہ نثر کا حصہ ہوتی ہے۔لیکن ناول میں سلاست اور روانی ہوتی ہے جو قاری کی دلچسپی شروع سے آخر تک بنائی رکھتی ہے۔

"بیگانی ہوئی جاتی ہے مجھ سے مری تصویر
اے نالۂ شب گیر
کیا کہتی ہے مجھ سے مری رُوٹھی ہوئی تقدیر
اے نالۂ شب گیر
اے نالہ شب گیر" (12)

مشرف عالم ذوقی کے ناولوں میں ہمیں مرثیوں کا استعمال بھی نظر آتا ہے۔مشرف عالم ذوقی جب بھی محرم یا واقعہ کربلا کا ذکر کرتے ہیں تو اس کے ساتھ ساتھ ایک ٹکڑا مرثیہ کا بھی ہوتا ہے جو ان کی مرثیہ نگاری میں مہارت کی عمدہ مثالیں ہیں:

"چلا کے کہا ہائے کلیجے پہ لگا تیر
برچھی سے تو زخمی ہوئے واں اکبر دلگیر
بسمل سے تڑپنے لگے یاں حضرت شبیر
تھا کون، اٹھاتا جو زمیں سے نہیں آکر" (13)

مشرف عالم ذوقی کی زبان کی خصوصیات میں اہم خصوصیت مقامی زبان کے الفاظ کا استعمال بھی ہے۔مشرف اپنے ناولوں میں وہی لہجہ استعمال کرتے ہیں جو علاقے کا مجموعی عکاس ہوتا ہے،اس کے ناولوں کا دیکھ کر قاری کے یہ سمجھنا آسان ہو جاتا ہے کہ یہ ناول کس مقام یا جگہ سے اور کس معاشرے سے تعلق رکھتے ہیں۔جیسے کہ مشرف اگر حویلی کے لوگوں کی بات کر رہے ہیں تو ان کی زبان کے الفاظ میں اور ایک شہر میں رہنے والوں کی زبان میں فرق واضح ہو جاتا ہے۔"اگرم بگڑم دہی چٹا کن" یہ الفاظ خاص کر مقامی بولیوں کے ہیں جو اس علاقے کے عکاس ہیں۔اس کے علاوہ مشرف عالم ذوقی اپنے ناولوں میں انگریزی زبان کا استعمال بھی بہت زیادہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔مثلاً ہٹ لسٹ، اومائی گاڈ، فرینڈز، ٹیبل وغیرہ۔یہ الفاظ ایسے ہیں جو روزمرہ زندگی کا حصہ بن چکے ہیں، مشرف عالم ذوقی نے ان الفاظ کو یوں ہی اپنے ناولوں کا حصہ بنا دیا ہے۔

مشرف عالم ذوقی کے ناولوں کا نوکیل مقامی ہے۔انھوں نے ہندوستان اور اس سے متعلقہ علاقوں کو ہی اپنے ناولوں میں استعمال کیا ہے۔ان کے ناولوں میں زیادہ تر دہلی، لکھنو کے علاقوں کے ساتھ ساتھ پہاڑی علاقہ جات کا نوکیل نظر آتا ہے۔مشرف عالم ذوقی کا تعلق ہندوستان سے ہے اس لیے ان کے ناولوں کا مزکر و محور ہندوستان اور پاکستان ہی ہے۔

مشرف عالم ذوقی نے اس ناول میں فلش بیک کی تکنیک کا استعمال کیا ہے جس کے ذریعے سے ہمیں تاریخ اور دونوں کرداروں کے بارے میں جاننے کا موقع ملا ہے۔مشرف نے فلش بین کے ذریعے سے صوفیہ اور ناہید کے ماضی پر روشنی ڈالی ہے اور ساتھ ہی ان کے حال کو بھی واضح کیا ہے۔

مشرف عالم ذوقی کے ناولوں کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ کہا جا سکتا ہے کہ مشرف کے ناول موضوع کے اعتبار سے قاری کو متاثر کرتے ہیں اور قاری ناول کو پڑھتے وقت اس سے وابستہ ہو جاتا ہے۔اس کی بڑی وجہ ان کے ناولوں کے موضوعات موجودہ دور کے موضوعات ہیں جن سے قاری زندگی میں کبھی نہ کبھی ضرور گزرا ہے۔ان کے ناول بلاشبہ زندگی کی تلخ حقیقتیں ہیں۔وہ کم کردار اور سادہ زبان کے ذریعے ناول کو مزید دلچسپ بنا دیتے ہیں۔مشرف عالم ذوقی کے ناولوں کے ذریعے سے نا صرف تاریخ سے آگاہی حاصل ہوتی ہے بلکہ ان پہلو کی طرف بھی نشاندہی ہوتی جس کا ذکر ہمیں کسی تاریخ کی کتاب میں نہیں ملتا ہے۔

حوالہ جات

1. شہناز نبی، پروفیسر، فیمنزم تاریخ و تنقید، رہرواں ادب پبلی کیشنز، س ن، ص:18
2. عقلیہ جاوید، ڈاکٹر، اردو ناول میں تانیثیت، یوسف پرنٹنگ پریس، ملتان، 2005ء، ص:33

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

3. مشرف عالم ذوقی،نالۂ شب گیر،صریر پبلیکیشنز،لاہور،2020ء،ص:45
4. ایضاً،ص:67
5. ایضاً،ص:266
6. ایضاً،ص:330،331
7. www.http//.android.providers.com ,29November2025 ,10:30 A.M
8. مشرف عالم ذوقی،شب نالۂ گیر،ایضاً،ص:65
9. ایضاً،فلپ
10. ایضاً،ص:93
11. ایضاً،ص:87
12. ایضاً،ص:188
13. ایضاً،ص:191

References

1. Shehnaz Bani,Professor, Feminism Taarekh –O-Atanqeed,Rahrwan Adb Publikitions,s,s:18
2. Aqaliya Javid,Doctor,Urdu Novel min Taanisiyat, Yousf Parenting Paris,Multan,2005,s:33
3. Musharraf Alam Zauqi, Nala Shabgir, Sarir Publications, Lahore, 2020,p. 45
4. As above,p.67
5. As above,p.266
6. As above,p.330,331
7. www.http//.android.providers.com ,29November2025 ,10:30 A.M
8. Musharraf Alam Zauqi, Nala Shabgir, p. 65
9. As above, Philip
10. As above,p.93
11. As above,p.87
12. As abovep.188
13. As above,p.191